شیخ عبدالفتاح عبدالغنی القاضی
ترجمہ: محمد اسلم صدیق

تاریخ قرآن
آخری قسط

المُصحف الشریف؛ایک تاریخی جائزہ

زیر نظر مضمون کے مرتب علومِ قرآن کے حوالے سے عالم عرب کی ایک معتبر شخصیت ہیں جن کی اس موضوع پر متعدد کتب ومقالات کے علاوہ، شاگردوں کی بڑی تعداد دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔سعودی حکومت کے کنگ فہد قرآن کمپلیکس میں قرآنِ کریم کی عالمی پیمانے پر نشر واشاعت اور اصلاح کے لئے قائم کردہ کمیٹی نے ان کی کتب سے بھرپور استفادہ کیا ہے جو آپ علمیت کا مدینہ نبویہ میں حکومتی سطح پر ایک اعتراف ہے۔فن قراء ات کی مشہور کتاب الشاطبیة کی 'الوافی' کے نام سے اور الدُّرّة کی شرح 'ایضاح' کے نام سے آپ نے تفصیلی شروح تحریر فرمائی ہیں۔ زیر نظر مضمون کو اُردو میں ترجمہ کرنے کی نشاندہی پاکستان میں فن تجوید وقراء ت کی نامور شخصیت قاری محمد ابراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ نے ادارۂ محدث کو فرمائی جس کا باعث اس مضمون میں موجود ایسی معلومات ہیں، جو اس سے قبل اُردو زبان میں موجود نہیں ہیں۔ جزاهم الله خير الجزاء ح م

مصحف کے کاتب اور ناشر کے لئے شرائط

کیا مصحفِ شریف میں رسم عثمانی کی پابندی ضروری ہے یا مصحف کو اِملا کے عام قواعد کے مطابق بھی تحریر کیا جاسکتا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کے بارے میں علما کے تین موقف ہیں:

پہلا موقف اور اس کے دلائل

رسمِ عثمانی کا التزام ضروری نہیں ہے بلکہ اِملا کے عام قواعد کے مطابق بھی مصحف کو لکھا جاسکتا ہے۔ یہ موقف امام ابن خلدونؒ اور امام ابوبکر باقلانیؒ نے اختیار کیا ہے اور اس کی تائید میں حسبِ ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

① یہ رسم الخط محض علامات اور نشان ہیں۔ چنانچہ ہر وہ رسم جو ایک کلمہ اور اس کی قراء ت کی واضح تصویر پیش کردے، وہ رسم بالکل درست ہے اور اس کے کاتب کو غلط قرار نہیں دیا جاسکتا۔

② رسمِ عثمانی کے مطابق مصحف کی کتابت لوگوں کے لئے مشقت اور التباس کا باعث بنتی ہے

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ان کے لئے غلطیوں سے مبرا بالکل صحیح تلاوت کرنا ممکن نہیں رہتا، لہٰذا وہ تلاوتِ قرآن کے اس اجروثواب سے محروم رہ جاتے ہیں جس کا اللہ کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے۔ نیز صحیح قراءت نہ کرنے کی صورت میں گناہ میں واقع ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ لہٰذا لوگوں کی آسانی، اُنہیں مشقت و التباس سے بچانے اور صحیح قراءت کی سہولت فراہم کرنے کے لئے مصحف کو اِملا کے عام قواعد کے مطابق تحریر کرنا جائز ہے۔

③ نیز کتاب اللہ، سنتِ مطہرہ، اجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی کی کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ مصحف کو کسی معین رسم اور مخصوص طریقہ پر لکھنا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث میں یہ بیان نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کاتبینِ وحی میں سے کسی کو کتابتِ وحی کے وقت کسی مخصوص رسم الخط کے مطابق لکھنے کا حکم دیا ہو یا کسی مخصوص شکل میں کتابتِ وحی سے منع کیا ہو۔

دوسرا موقف اور اس کے دلائل

عوام الناس کے لئے مصحف کو اِملا کے عام قواعد کے مطابق تحریر کرنا ہی ضروری ہے، ان کے لئے رسم عثمانی کے مطابق کتابت جائز نہیں ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ رسمِ عثمانی کے مطابق مصحف کی کتابت عوام الناس کے لئے مشقت اور التباس کا باعث ہے اور یہ چیز کسی لفظ کی کمی بیشی کی وجہ سے کتاب اللہ میں تحریف کا سبب بھی بن سکتی ہے، لہٰذا عوام الناس کے لئے مصحف کی کتابت رسم عثمانی کے مطابق نہیں ہونی چاہئے۔ البتہ سلف صالحین کی یادگار ہونے کے ناطے رسم عثمانی کی حفاظت بہرحال ضروری ہے۔ جاہلوں کی جہالت کی خاطر ہم اس سے ہرگز چشم پوشی نہیں کرسکتے اور ہر دور میں علماے فن رسم عثمانی کی حفاظت کرتے آرہے ہیں۔ چنانچہ التِّبیان کے مصنف لکھتے ہیں:

''جہاں تک جدید عربی اِملا میں مصحف کو لکھنے کا تعلق ہے تو چونکہ اس میں التباس کا خدشہ نہیں ہے، لہٰذا اہل مشرق (ایشیائی ممالک) میں رسم عثمانی سے عملاً خلاف ورزی کا رواج ہوگیا ہے۔ اور اہل مغرب میں رسم عثمانی کا التزام اس وجہ سے پایا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں امام مالکؒ کا یہ واضح قول ثابت ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا: لوگوں نے جو نیا طریقۂ اِملا ایجاد

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے، کیا اس کے مطابق مصحف کو لکھا جاسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، پہلے رسم کے مطابق لکھنا ہی ضروری ہے۔''

البُرھان کے مصنف امام زرکشیؒ لکھتے ہیں:

''قرنِ اوّل میں علم تروتازہ اور زندہ تھا، لیکن اب التباس کا خطرہ بہت بڑھ گیا ہے، لہٰذا شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا ہے کہ ائمہ کی اصطلاح میں رسم اوّل کے مطابق مصحف کو لکھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ اَن پڑھ لوگوں کی طرف سے قرآن مجید میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوجائے۔'' ــــ مزید لکھتے ہیں:

''رسم اوّل کے مطابق مصحف کی کتابت کو مطلقاً ناجائز قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے سابقہ علمی میراث کہیں مٹ نہ جائے اور جاہلوں کی جہالت کی خاطر متقدمین کی محکم علمی روایت کہیں متروک نہ ہوجائے۔ اور زمین اللہ کے لئے حجت قائم کرنے والے سے خالی نہیں ہوسکتی۔''

تیسرا موقف اور اس کے دلائل

کتابتِ مصحف میں رسم عثمانی کا التزام بہرحال ضروری ہے۔ سلف اور خلف میں سے جمہور علما نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کتاب تھی جس میں آپؐ وحی لکھتے تھے اور اس میں قرآنِ مجید کو اسی خاص رسم کے مطابق لکھا گیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنے رفیقِ اعلیٰ کے پاس چلے گئے تو اس وقت قرآنِ کریم اسی رسم کے مطابق لکھا ہوا تھا اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ مسندِ خلافت پر فائز ہوئے تو اُنہوں نے بھی پورے قرآنِ مجید کو اسی خاص رسم کے مطابق لکھا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو بھی تمام نئے مصاحف ابوبکرؓ کے صحیفوں کو سامنے رکھ کر نقل کئے گئے اور اُنہوں نے تمام مصاحف اس رسم کے مطابق تحریر کئے۔ پھر اُنہوں نے ان مصاحف کو تمام بلادِ اسلامیہ میں پھیلا دیا تا کہ وہ اُمتِ مسلمہ کے لئے امام اور مرجع کی حیثیت اختیار کرسکیں۔ اور پھر کسی صحابی نے حضرت ابوبکرؓ وعثمانؓ پر اعتراض نہیں کیا، بلکہ تمام صحابہ کرامؓ نے ان کے اس کارنامہ کی تائید کی۔

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد تابعین ، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کا دور آتا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی ثابت نہیں ہے کہ اس کے دل میں رسم مصحف کو بدلنے اور اسے کسی دوسرے رسم پر لکھنے کا خیال بھی پیدا ہوا ہو، جو اس دور کے جدید رسم کے ساتھ ہم آہنگ ہو، بلکہ مختلف ادوار میں اسی رسم عثمانی کو ہی سب کے ہاں مقدس اور برتر حیثیت حاصل رہی۔ ان مختلف اَدوار میں کچھ ایسے لوگ بھی موجود رہے جو قرآنِ کریم پڑھتے تھے، لیکن اسے حفظ نہیں کرتے تھے۔ ان لوگوں کا وجود بھی ائمہ کرام کو قواعد کے تقاضوں کے مطابق رسم عثمانی کو بدلنے پر آمادہ نہ کرسکا۔ جب اس رسم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شرفِ باریابی حاصل ہوچکا، صحابہ کرامؓ کا اس پر اجماع ہوچکا، تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اس پر متفق ہیں تو ایسی صورتِ حال میں اس سے انحراف اختیار کرنا قطعاً جائز نہیں ہے اور پھر اسے یہ حیثیت بھی حاصل ہے کہ یہ رسم ان بنیادی ارکان میں سے ہے جن پر قراءاتِ سبعہ کی صحت کا دارومدار ہے۔

ائمہ دین اور کبار علماے اسلام کی آرا

◉ امام سخاویؒ نے بیان کیا ہے کہ امامِ دارِہجرت مالک بن انس سے کسی نے یہ سوال کیا:

"أرأیت من استکتب مصحفًا ، أتریٰ أن یکتب علی ما استحدثه الناس من الهجاء الیوم؟ فقال: لا أریٰ ذلك ولکن یکتب علی الکتبة الأولیٰ"

''اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو مصحف کی کتابت کرتا ہے اور اسے آج کے جدید رسم الخط کے مطابق کتابت کرتا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: میں اسے درست نہیں سمجھتا، اسے پہلے رسم کے مطابق ہی مصحف کی کتابت کرنا چاہیے۔''

◉ امام سخاویؒ فرماتے ہیں:

''اس سلسلہ میں امام مالکؒ کا مذہب برحق ہے، کیونکہ وہ پہلی حالت پر برقرار ہے جس کو ایک کے بعد دوسرے طبقہ نے سیکھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی موقف زیادہ قرین قیاس ہے۔''

◉ ابوعمرو دانیؒ فرماتے ہیں:

''علماے اُمت میں سے اس سلسلہ میں کوئی بھی امام مالک کا مخالف نہیں ہے۔ امام مالکؒ سے کسی نے قرآنی حروف: واؤ، یاء اور الف کے متعلق سوال کیا کہ کیا مصحف کے اندر اِن حروف

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی تبدیلی کی جاسکتی ہے؟ آپ ؒ نے فرمایا: نہیں۔‘‘

آگے فرماتے ہیں:

’’اس سے امام مالک کی مراد وہ واؤ، یاء اور الف ہے جو رسم میں لکھے جاتے ہیں، لیکن تلفظ میں نہیں آتے جیسے ﴿لَا اَذْبَحَنَّهٗ﴾ اور ﴿بِاَيِيْدٍ﴾ اور ﴿اُولُو﴾ وغیرہ۔‘‘

◉ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

’’واؤ، الف، یا اور دیگر الفاظ میں مصحفِ عثمانی کے رسم الخط کی مخالفت حرام ہے۔‘‘

◉ امام نیسابوریؒ فرماتے ہیں:

’’ائمہ کرام کے نزدیک قرا، علما اور خطاطوں پر واجب ہے کہ وہ مصحف کو لکھتے ہوئے رسم عثمانی کی اتباع کریں ۔ یہ زید بن ثابتؓ کا رسم ہے جو بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کے امین اور آپ ؐ کے کاتبِ وحی تھے۔‘‘

◉ امام بیہقیؒ شعب الایمان میں لکھتے ہیں:

’’جو شخص بھی مصحف لکھے، اسے چاہئے کہ اس رسم الخط کا التزام کرے جس کے مطابق صحابہؓ نے یہ مصاحفِ (عثمانی) لکھے تھے اور اس بارے میں ان کی مخالفت نہ کرے۔ اور جو کچھ اُنہوں نے لکھا ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرے، کیونکہ وہ لوگ ہمارے سے علم میں برتر، زبان کے سچے، دل کے نہایت کھرے اور امانت و دیانت میں اتنے عظیم تھے کہ ہم اپنے تئیں ان پر رشک کا سوچ بھی نہیں سکتے۔‘‘

◉ امام جعبریؒ اور دیگر علما نے اس بات پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ رسم مصحف کی اتباع واجب ہے۔

دلائل کی روشنی میں جس موقف پر دل سب سے زیادہ مطمئن ہوتا ہے، وہ یہی تیسرا قول ہے اور اس کی ترجیح کی متعدد وجوہات ہیں:

① اس قول کے حاملین نے اپنے موقف کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں، وہ مصاحف کی کتابت میں رسم عثمانی کے التزام کی فرضیت پر صریح اور واضح ہیں۔

② جدید قواعدِ املا ہر دور اور ہر قوم میں تنقیح اور تغیر و تبدل سے دوچار رہے ہیں۔ قرآنِ مجید کا تقدس اور اس کی حفاظت کی ہماری ذمہ داری ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اس کے رسم اور

کتابت کو اس قسم کی تبدیلیوں کی آزمائش سے دوچار نہ کریں۔

③ رسم عثمانی میں تبدیلی، قرآنِ کریم کے اصل الفاظ وکلمات میں تبدیلی کا باعث بن سکتی ہے، جو انتہائی خطرناک معاملہ ہے۔ نیز سدِ ذریعہ شریعتِ اسلامیہ کا ایک اُصول اور ماخذ ہے جسے استنباطِ احکام میں پیش نظر رکھا جاتا ہے اور رسم عثمانی کے بارے میں ائمہ کرام کا یہ موقف اس عظیم اُصول سے ہم آہنگ بھی ہے اور اس میں قرآنِ کریم کی حد درجہ حفاظت اور اسے ضائع ہونے سے بچانے کا بے پناہ سامان بھی موجود ہے۔

④ اس رسم کی بے شمار خصوصیات اور امتیازات ہیں جنہیں علما نے نہایت وضاحت اور تفصیل سے بیان کردیا ہے۔اُن کی طرف رجوع مفید ہوگا۔

جہاں تک اوّل الذکر دونوں موقفوں کی اس دلیل کا تعلق ہے کہ مصاحف کی رسم عثمانی کے مطابق کتابت شکوک وشبہات کا باعث بنے گی، وغیرہ تو یہ دلیل اس لئے ناقابل اعتبار ہے کہ اس دور میں جو مصاحف خصوصاً ایسے مصاحف جو حکومتی سرپرستی میں تیار ہوتے ہیں، وہ مکمل اعراب سے مزین ہوتے ہیں اور لوگوں نے اسے ایسے انداز پر شائع کیا ہے کہ اس کی قراءت میں ادنیٰ سی مشقت بھی اُٹھانا نہیں پڑتی۔

ان تمام دلائل کی بنیاد پر قرآنِ کریم کے کاتب اور ناشر کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کی کتابت میں رسم عثمانی کے قواعد کی پابندی اور جستجو کرے۔ اور قرآن کی حفاظت اور اسے بازیچۂ اطفال بننے سے بچانے کے لئے اس کے رسم میں سے کسی قسم کی کمی بیشی یا حذف واضافہ نہ کیا جائے۔ اسی میں ہی صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، ائمہ اور کبار علما کی اتباع اور اقتدا ہے۔ اور یہ پابندی مکمل مصاحف اور مصحف کے الگ الگ اجزا جو چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لئے تیار کئے جاتے ہیں، دونوں میں ضروری ہے۔

معلّمینِ قرآن کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو بچپن ہی میں پوری کوشش سے ان قواعد کی تعلیم دیں اور اس سلسلہ میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں، حتیٰ کہ جب وہ جوان ہوں تو ان قواعد سے مکمل طور پر آگاہ ہوچکے ہوں۔ قرآنِ کریم کی قراءت ان کے لئے انتہائی آسان اور ان کی فطرتِ ثانیہ بن چکی ہو۔

www.KitaboSunnat.com

مصحف لکھنے والے کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ کلماتِ قرآن کو اسی رسم پر لکھے جو اس روایت (قراءت) کے مطابق ہو جس پر مصحف لکھا گیا تھا، خواہ یہ موافقت احتمالاً ہی کیوں نہ ہو، مثلاً روایتِ حفص کے مطابق مصحف کو لکھتے وقت ﴿وَسَارِعُوا﴾ یعنی واوٴ کے ساتھ لکھا جائے گا۔ اسی طرح روایتِ حفص کے مطابق ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ یعنی مٰلِكِ کو بغیر الف کے لکھا جائے گا۔ یہاں اس رسم کی موافقت روایتِ حفص کے ساتھ حقیقی تو نہیں البتہ احتمالاً موجود ہے۔ لیکن کلماتِ قرآن کے لئے ایسا رسم اختیار کرنا ممنوع ہے جس میں کسی روایت کے ساتھ نہ حقیقی موافقت موجود ہو اور نہ ہی احتمالی موافقت۔

نیز مصحف کے کاتب اور ناشر کو چاہیئے کہ وہ اس کی کتابت اور اس کے حروف کی بناوٹ کو خوبصورت بنائے، صاف صاف اور واضح لکھنے کی بھرپور کوشش کرے اور قرآنِ کریم کے احترام اور تعظیم کے پیش نظر اسے بڑے سائز میں لکھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے ایک شخص کے پاس ایک مصحف دیکھا جو باریک خط میں لکھا ہوا تھا، حضرت عمرؓ نے اسے ناپسند کیا اور اس آدمی کو سزا دی اور فرمایا:

عَظِّمُوْا كتاب الله "کتاب اللہ کی تعظیم کرو۔"

مصحف پر نقطوں اور حرکات کا جواز

سلف صالحین کی ایک جماعت نے اسے ناپسند کیا ہے جب کہ امام مالکؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے چھوٹے اور وہ بڑے مصاحف جو چھوٹوں کے حکم میں آتے ہیں، ان پر نقطوں اور حرکات کو جائز قرار دیا ہے۔ لیکن اُمہات اور مکمل مصاحف پر نقطے اور حرکات لگانے کو ناپسند کیا ہے۔ امام حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ کا بیان ہے کہ مصحف پر نقطے اور حرکات لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ کا بیان ہے کہ مصحف پر نقطے اور اعراب لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نامور شافعی فقیہ اور عالم امام نوویؒ کا قول ہے:

"مصحف پر نقطے اور اعراب لگانا مستحب ہے، کیونکہ یہ قرآن میں لحن اور تحریف سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔"

امام دانیؒ اپنی کتاب النقط میں فرماتے ہیں:

"تابعین کرامؒ سے لے کر آج تک تمام بلادِ اسلامیہ کے لوگ اُمہات مصاحف اور دیگر

مصاحف پر حرکات اور نقطے لگانے کی اجازت کے قائل رہے ہیں۔ وہ کسی سورت کے آغاز کی علامت، آیات کی تعداد، پانچ آیات کے بعد 'خمس' اور دس آیات کے بعد 'عشر' کی علامت لگانے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور ان تمام لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان علامات کے سلسلہ میں اگر کوئی غلطی ہوجائے تو اس کا اِزالہ ضروری ہے۔''

میرا ذاتی نقطہ نظر یہ ہے کہ اس دور میں قرآنِ کریم پر نقطے اور حرکات لگانا واجب ہے تاکہ تمام لوگوں کے لئے قرآنِ کریم کی تلاوت آسان ہوسکے۔ نیز اس کے ذریعہ قرآن کریم لحن اور تحریف سے بھی محفوظ ہوجائے گا۔

سورتوں کے نام لکھنے کا جواز

ہر سورت کے شروع میں سورت کا نام، اس کی آیات کی تعداد اور اس سورت کے مکی یا مدنی ہونے کی وضاحت کرنا جائز ہے، لیکن اس کے ساتھ مستثنیات کا تذکرہ بھی کیا جائے گا، کیونکہ اس سلسلہ میں علما کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

اسی طرح مصحف پر جز، حزب، ربع، سجدہ اور وقف کی علامات، آیات کی نمبرنگ، سورت کے آغاز و اختتام کی علامات لگانا جائز ہے، لیکن سلف کی ایک جماعت نے ان تمام علامات کو ناپسند کیا ہے۔ ان کی دلیل عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول ہے:

جرِّدوا القرآن ولا تلحقوا به ما ليس منه (البرہان فی علوم القرآن: ۱/۴۷۹)

''قرآن کو ہر چیز سے خالی کردو اور اس میں کوئی ایسی چیز شامل نہ کرو جو اس کا حصہ نہیں ہے۔''

میری رائے یہ ہے کہ اس قسم کی تمام علامات میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جمہور متقدمین ومتاخرینِ اسلاف کا رجحان بھی اسی موقف کی طرف ہے، جیسا کہ امام دانیؒ کے حوالے سے اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

قرآنِ کریم کو سونے، چاندی سے لکھنے کا جواز

امام غزالیؒ نے سونے کے ساتھ قرآنِ کریم کی کتابت کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابوذرؓ اور ابودرداءؓ کے بارے میں آتا ہے کہ اُنہوں نے اس کو ناپسند کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے:

www.KitaboSunnat.com

إن أحسن ما زُيِّن به المصحف ، تلاوته بالحق (الاتقان فی علوم القرآن ۲/۴۳۲)

''سب سے بہترین چیز جس سے مصحف کو مزین اور خوبصورت بنایا جاسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے۔''

البتہ قرآن کریم کو عزت واحترام کے پیش نظر چاندی سے آراستہ کرنا جائز ہے۔ امام بیہقیؒ نے ولید بن مسلم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے امام مالکؒ سے مصاحف کو چاندی سے مزین کرنے کے متعلق سوال کیا تو اُنہوں نے ایک مصحف نکال کر مجھے دکھایا اور فرمایا: مجھے میرے باپ نے میرے دادا کے حوالہ سے بتایا کہ اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کے دور میں قرآنِ کریم جمع کیا تھا اور مصاحف کو اس طرح چاندی سے آراستہ کیا تھا۔

جہاں تک سونے سے قرآنِ کریم کو آراستہ کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ عورت کیلئے تو یہ جائز ہے، لیکن مرد کے لئے جائز نہیں ہے اور بعض نے یہ رائے پیش کی ہے کہ مصحف کو تو سونے سے مزین کیا جاسکتا ہے البتہ اس کے غلاف کو سونے سے مزین کرنا جائز نہیں ہے، لیکن بظاہر ان دونوں میں فرق کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ (الاتقان از سیوطی: ۲/۴۳۴)

مصاحف کا دورِ طباعت

پریس کی ایجاد سے قبل قرآنِ کریم کے تمام نسخے قلم سے لکھے جاتے تھے۔ جب مصر اور دیگر مشرقی ممالک میں چھاپہ خانوں کا آغاز ہوا تو اُنہوں نے قرآنِ کریم کی طباعت کا خاص اہتمام کیا۔ اس سلسلہ میں باہم مقابلہ کا رجحان پیدا ہوا اور ہر ایک قرآنِ کریم کی طباعت کو ہر لحاظ سے خوبصورت اور بہتر سے بہتر بنانے کے لئے دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔ قرآنِ کریم کے یہ نسخے مختلف شکلوں، مختلف رنگوں اور مختلف سائز میں ہوتے تھے۔

اس سب کچھ کے باوجود یہ چھاپہ خانے قرآنِ کریم کی طباعت میں اس رسم الخط کا التزام نہیں کیا کرتے تھے جس پر حضرت عثمانؓ، صحابہؓ، تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ کے دور میں قرآنِ کریم لکھا جاتا رہا تھا اور ان چھاپہ خانوں میں رسم کے ان قواعد وضوابط کا لحاظ بھی نہیں کیا جاتا تھا جو سلف سے خلف تک قابلِ لحاظ سمجھے جاتے رہے تھے۔ سلف صالحینؒ تو اس رسم کی نمایاں خصوصیات اور حکمتوں سے آگاہ تھے، لیکن بعد میں مصری مطبع خانوں نے مصحف کی طباعت میں رسم عثمانی کا التزام ترک کر دیا اور جدید قواعدِ املا کا سہارا لیا، البتہ کلمات کی صرف ایک

www.KitaboSunnat.com

تھوڑی سی تعداد رسمِ عثمانی کے مطابق لکھی جاتی رہی۔

ایک لمبا عرصہ مصاحف اسی طرح طبع ہوتے رہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے ایک بہت بڑے عالم الاستاذ علامہ محقق شیخ رضوان بن محمد عرف المخللاتي کو یہ توفیق دی کہ اُنہوں نے دوبارہ قرآنِ کریم کی رسم عثمانی کے قواعد کے مطابق طباعت کا اہتمام کروایا۔ موصوف نے کئی نہایت مفید کتب بھی تالیف کیں۔ اُنہوں نے ایک نہایت عظیم الشان مصحف شائع کرایا جس میں قرآنی کلمات کو رسم عثمانی کے قواعد کے مطابق لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز اُنہوں نے اس میں مشہور علماے ریاضیات کی آرا کے مطابق ہر سورت کے شروع میں اس کی آیات کی تعداد ذکر کی۔ پھر وقف کے مقامات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے وقف کو درج ذیل چھ اقسام میں تقسیم کیا: کافی، حسن، جائز، صالح، مفہوم، تام۔ اور پھر کافی کے لئے ك، حسن کے لئے ح، جائز کے لئے ج، صالح کے لئے ص، مفہوم کے لئے م اور تامّ کے لئے ت کے رُموز استعمال کئے۔ یہ مصحف ایک اہم علمی مقدمہ کے ساتھ شائع ہوا جس میں مصنف نے یہ وضاحت کی کہ اس مصحف کے رسم کے لئے امام دانی کی کتاب المقنع اور امام ابوداؤد کی کتاب التنزیل کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ نیز اُنہوں نے اپنے اس مقدمہ میں عہدِ نبویؐ، عہدِ ابوبکرؓ اور عہدِ عثمانؓ میں جمع قرآن کی پوری تاریخ کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہوئے رسم اور ضبط کی مباحث کو بھی مختصر اور جامع انداز سے پیش کر دیا۔ اور پھر آیات کی تعداد وغیرہ کی تعداد کے سلسلہ میں مشہور علماے ریاضیات کی توضیحات ذکر کیں، اس کے بعد سورت اور آیت کا مفہوم واضح کیا۔ یہ ساری باتیں نہایت آسان اور شاندار اُسلوب میں پیش کی گئیں۔

یہ مصحف ۱۳۰۸ھ بمطابق ۱۸۹۰ء میں شیخ محمد ابو زید کے اہتمام سے المطبعة البهية سے شائع ہوا۔ اپنی مذکورہ بالا علمی خصوصیات کی بدولت یہ مصحف علماے عظام اور قراے کرام کے ہاں بہت متداول اور دیگر مصاحف کی نسبت زیادہ قابل اعتماد اور برتر حیثیت کا حامل رہا۔ البتہ مصحف کا ظاہری گیٹ اَپ اتنا خوبصورت اور جاذبِ نظر نہیں تھا جس کی ایک وجہ تو اس کا ردّی کاغذ تھا اور اس کے علاوہ طباعت بھی زیادہ اچھی نہیں تھی۔

اس کے بعد ملک فواد الاوّل...... اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے، ان کی حسنات

www.KitaboSunnat.com

میں اضافہ اوران کے درجات بلند فرمائے ......جنہوں نے خاص اپنے اخراجات سے مصحف کو نہایت شان سے شائع کروانے کا اہتمام کیا۔اُنہوں نے اس عظیم اور مشقت طلب کام کوانجام دینے کے لئے علامہ شیخ محمد علی خلف حسینی الحداد اور مصری قرا کے شیخ کی سربراہی میں کبار علما اور اُدبا کی ایک کمیٹی تشکیل دی، جنہوں نے نہایت خوش اُسلوبی اور کامیابی سے اس مہم کو انجام دیا۔اُنہوں نے پورے قرآنِ کریم کو رسم عثمانی کے قواعد وضوابط کے مطابق تحریر کیا اور ایسے نظامِ ضبط کے مطابق اس پر حرکات اور نقطے لگائے جو محقق علما کے نزدیک ہر لحاظ سے مکمل تھا۔

اُنہوں نے ہر سورت کے شروع میں اس کی آیات کی تعداد ذکر کرتے ہوئے یہ وضاحت بھی کی کہ یہ سورۃ مکی ہے یا مدنی اور یہ کس سورت کے بعد نازل ہوئی تھی؟ اُنہوں نے ہر آیت کو ایک نمبر لگایا۔ نیز وقف، اِجزا، احزاب، ربع اور سجدوں کی علامات وضع کیں، پھر وقف کو درج ذیل پانچ اقسام میں تقسیم کیا:

① 'وقف لازم' یعنی جہاں ٹھہرنا ضروری اور مابعد کے ساتھ ملا کر پڑھنا درست نہیں ہے۔اس کے لئے انہوں نے 'م' کی علامت وضع کی۔

② 'وقف اَولیٰ' جہاں ٹھہرنا اور ملا کر پڑھنا دونوں طرح جائز ہے، لیکن آگے ملا کر پڑھنے کی بجائے ٹھہرنا زیادہ بہتر ہے۔اس کے لئے انہوں نے 'قلی' کی علامت وضع کی جو 'وقف اولیٰ' کا مخفف ہے۔

③ 'وصل اولیٰ' جہاں ٹھہرنا اور ملا کر پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔لیکن مابعد کے ساتھ ملا کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔اس کیلئے اُنہوں نے 'صلی' کی علامت وضع کی جو کہ 'وصل اولیٰ' کا مخفف ہے۔

④ 'وقف جائز' یعنی یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا بلا ترجیح برابر ہے۔اس کے لئے اُنہوں نے 'ج' کی علامت وضع کی۔

⑤ 'وقف ممنوع' یعنی یہاں ٹھہرنا بالکل جائز نہیں ہے، لیکن اگر سانس ٹوٹ جائے یا تھک جانے کی بنا پر ٹھہر جائے تو دوبارہ پیچھے سے ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔اس کے لئے اُنہوں نے 'لا' کی علامت وضع کی۔

اس مصحف کو پہلی نظر دیکھنے والا ہی وقف کی ان پانچوں اقسام کا بآسانی مشاہدہ کرسکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

ہم اس کمیٹی کے اراکین اور اس کے اس عظیم کام کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اس مصحف کی اشاعت اور اسے اس قدر خوبصورت انداز پر شائع کرنے میں اپنی بے پناہ مساعی صرف کیں اور بلا شبہ ان کا یہ کارنامہ انتہائی قابل قدر ہے، لیکن اس مصحف میں بھی کچھ اُمور قابل ملاحظہ رہ گئے :

① بعض کلمات کا رسم اہل عراق کے مصاحف جو روایتِ حفص پر مشتمل ہیں، کے خلاف ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۳۷﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى﴾ میں کلمة کی تاء کو اس مصحف میں تاے مربوطہ کے ساتھ لکھا گیا ہے، حالانکہ اسے تاے مفتوحہ کے ساتھ کلمت لکھا جانا چاہئے تھا، کیونکہ عراقی مصاحف میں اسی طرح ہے۔

✳ اسی طرح سورۃ ص کی آیت نمبر ۵۵ ﴿وَإِنَّ لِلطّٰغِينَ لَشَرَّ مَـَٔابٍ﴾ اور سورۃ النبا:۲۲ میں ﴿لِلطّٰغِينَ مَـَٔابًا﴾ دونوں جگہوں پر للطاغین الف کے ساتھ لکھا گیا ہے، حالانکہ صحیح الف کے حذف کے ساتھ لِلطّٰغِينَ ہے، کیونکہ علماے رسم کے نزدیک اسی پر عمل رہا ہے، جیسا کہ سورۃ الصافات کی آیت﴿بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طٰغِينَ ﴾ اور سورۃ القلم کی آیت﴿إِنَّا كُنَّا طٰغِينَ ﴾ میں الف کے حذف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

✳ اسی طرح آیتِ قرآنی ﴿أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ﴾ میں لفظ قائم کو یاء کے اوپر ہمزہ کے ساتھ لکھا گیا ہے، حالانکہ علماے رسم کے اُصول کی رو سے اسے نیچے ہونا چاہئے تھا، جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ﴿وَهُوَ قَآئِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ﴾ میں یاء کے نیچے ہمزہ ڈالا گیا ہے۔

✳ اسی طرح سورۃ یونس کی آیت :﴿إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ میں لفظ کلمة کو اس مصحف میں تاے مفتوحہ کے ساتھ کلمت لکھا گیا ہے، حالانکہ صحیح تاے مربوطہ کے ساتھ ہے، کیونکہ اہل عراق کے مصاحف میں یہ اسی طرح ہے۔ اور امام دانیؒ نے المقنع اور امام شاطبیؒ نے العقیلة میں اسی کی تصریح کی ہے۔

② اس مصحف میں دوسری فروگذاشت یہ ہوئی ہے کہ ۳۳ سے زائد کلمات کی حرکات روایتِ حفص کے خلاف ہیں، یہ فروگزاشتیں زیادہ تر سورتوں کے آخر میں ہیں۔ مثال کے طور پر

www.KitaboSunnat.com

* سورۃ المائدۃ کی آخری آیت: ﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيرٌ﴾ میں قدیر کی راء پر دو ضمے لگے ہوئے ہیں۔ پھر اس سورہ کا آخر اگلی سورت کے ساتھ متصل ہے اور درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا فاصلہ موجود نہیں ہے۔ حالانکہ روایتِ حفص کے تمام طرق میں دونوں سورتوں کے درمیان بسملہ کا فاصلہ موجود ہے۔

لہٰذا صحیح بات یہ ہے کہ یہاں راء کے اوپر ایک ضمہ ڈالا جائے اور بسملہ کی رعایت کرتے ہوئے اسے میم کے ساتھ اِدغام کرکے پڑھا جائے، کیونکہ تنوین جب باء کے ساتھ ملے تو میم سے بدل جاتی ہے، جیسا کہ یہ علم تجوید اور علم ضبط کا مسلمہ اُصول ہے۔

* ایسے ہی سورۃ الفیل کی آخری آیت ﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ﴾ میں ماکول کی لام کے نیچے دو زیر ڈالی گئی ہیں۔ اسی طرح سورۃ قریش کی پہلی آیت: ﴿لا یلف﴾ میں لام کے اوپر شد ہے۔ ایسا اسلئے ہوا ہے کہ سورۃ الفیل کے آخر کو اگلی سورہ کے ساتھ بسملہ سے قطع نظر کرتے ہوئے ملایا گیا ہے، حالانکہ یہاں بھی بسملہ کا لحاظ ضروری ہے جیسا کہ پہلے یہ اُصول گزر چکا ہے لہٰذا یہاں لام کے نیچے دو زیریں اور لا یلف میں لام پر شد نہیں ہونی چاہئے۔

③ وقف کی بعض علامات کو غیر مناسب مقامات پر لکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

* سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۲۹ ﴿وَيُزَكِّيهِمْ﴾ پر 'قلی' کی علامت موجود ہے، حالانکہ یہاں 'صلی' کی علامت ہونی چاہئے تھی، کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ابراہیم و اسمٰعیل کی دعا کا باقی ماندہ حصہ ہے اور اسے پہلے حصہ سے الگ نہیں ہونا چاہئے۔

* اس کی ایک مثال یہ ہے کہ سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ﴾ کے بعد 'قلی' کی علامت موجود ہے حالانکہ یہاں 'ج' کی علامت موزوں تھی، جہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا برابر ہوتا ہے کیونکہ 'قلی' کی علامت وہاں استعمال ہوتی ہے جہاں کلام مکمل ہو جائے اور مابعد کلام سے اس کا لفظی اور معنوی تعلق ختم ہو جائے۔

* اسی آیت میں ﴿مَنْ يَّشَآءُ﴾ کے بعد 'قلی' کی علامت موجود ہے حالانکہ یہاں 'صلی' کی علامت ہونا چاہئے تھے، کیونکہ بعد میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

www.KitaboSunnat.com

اس کے نبی کے قول کا باقی ماندہ حصہ ہے۔

٭ اسی طرح آیت ﴿ تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ﴾ کے بعد بھی 'قلی' کی علامت موجود ہے، حالانکہ یہاں 'صلی' کی علامت ہونی چاہئے، وجہ وہی ہے جو سابقہ آیت میں ہے۔

④ پھر بعض ایک جیسے مقامات پر یہ فرق کیا گیا ہے کہ ایک جگہ تو علامتِ وقف موجود ہے لیکن اس جیسے دوسرے مقام پر وہ علامت موجود نہیں ہے، حالانکہ دونوں مقام پر ایک ہی اُصول پیش نظر رہنا چاہیئے:

٭ مثال کے طور پر سورۃ الاعراف کی آیت نمبر۷۳ ﴿هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ اٰيَةً﴾ میں لفظ آیة پر تو 'صلی' کی علامت موجود ہے، لیکن سورۃ ہود کی آیت نمبر۶۴ ﴿وَيٰا قَوۡمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمۡ اٰيَةً﴾ پر یہ علامت موجود نہیں، حالانکہ یہ آیت بھی اپنے سے پہلی آیت کے ساتھ متصل ہے، لہٰذا دونوں آیات میں اس علامت کا ہونا چاہیے تھا۔

٭ اسی طرح سورۃ النحل کی آیت نمبر۵۵ ﴿لِيَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ فَتَمَتَّعُوۡا﴾ میں آتیناھم پر 'ج' کی علامت اور فتمتعوا پر 'صلی' کی علامت موجود ہے۔ لیکن سورۃ الروم کی آیت ﴿لِيَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ فَتَمَتَّعُوۡا﴾ پر یہ دونوں علامتیں موجود نہیں ہیں، حالانکہ ان دونوں آیات میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اور ملاحظات بھی ہیں، لیکن اختصار کے پیش نظر صرف انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قرآنِ عظیم کا تواتر

صحابہ کرامؓ نے حفظ اور کتابت دونوں ذرائع سے قرآنِ کریم کو رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کے حافظہ اور ان صحیفوں کو سامنے رکھ کر قرآنِ کریم کو مرتب کیا جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لکھے گئے تھے۔ اور جمع قرآن کا یہ کام کبار اور جلیل القدر صحابہ کی زیر نگرانی تکمیل پایا۔ حضرت ابوبکرؓ کے جمع کردہ قرآنِ کریم کی صحت پر تمام صحابہ کا اجماع تھا۔

پھر حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اِنہی صحائف سے مہاجرین و انصار میں سے حفاظ اور ثقہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے بالمشافہ رسول اللہ ﷺ سے قرآنِ کریم کو حاصل کیا تھا اور وہ عہد ابوبکرؓ میں جمع قرآن کی کمیٹی میں شامل تھے، کی زیر سرپرستی حضرت ابوبکرؓ کے اِنہی صحیفوں سے

قرآنِ کریم کے مصاحف نقل کروائے۔

چنانچہ قرآنِ کریم رسول اللہ ﷺ سے حفظ و کتابت دونوں طرح بذریعہ تواتر ہم تک پہنچا ہے۔ پھر لاکھوں لوگوں نے بغیر کسی ادنیٰ کمی و بیشی اور تغیر و تبدل کے اسے لاکھوں لوگوں کی طرف آگے نقل کیا اور یہ روزِ قیامت تک بذریعہ تواتر ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا رہے گا، جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

ان دلائل کی بنیاد پر بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اس وقت روے زمین پر قرآنِ کریم ہی وہ واحد کتاب ہے جو اَب تک اسی طرح محفوظ ہے جس طرح آسمان سے اس کا نزول ہوا تھا، کیونکہ اسے قیامت تک کے لئے تمام انسانیت کے لئے ہدایت کا چراغ اور پوری نوعِ انسانی کے لئے حجت بننا تھا۔ چنانچہ حفاظتِ قرآن کے اس ربانی وعدہ نے پوری دنیا پر یہ مہر تصدیق ثبت کردی ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

''بلاشبہ ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔''

میں اللہ کی ذاتِ کریم وغفور سے خواستگار ہوں کہ اس کتابچہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہر علاقے اور ہر زمانہ میں علومِ قرآن سے متعلقہ حضرات کو اس سے نفع عطا فرمائے اور میرے لئے اسے توشۂ آخرت اور قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا سبب بنا دے۔ وہی مجھے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ ہر قسم کی قوت اور طاقت اللہ کی بلند و برتر ذات کے لئے ہے۔

وصلَّى الله وسلم وبارك على سيدنا ومولانا محمّد ﷺ

وعلى آله وصحبه أجمعين والحمد لله رب العالمين

دعائے صحت کی درخواست

فتنۂ غامدیت پر باقاعدگی سے تحقیقی مضامین لکھنے والے 'محدث' کے فاضل مقالہ نگار جناب مولانا محمد رفیق چودھری حفظہ اللہ فروری ۲۰۰۸ء کے پہلے ہفتے میں ٹریفک حادثے کا شکار ہوگئے۔ حادثے میں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے ڈاکٹروں نے اُنہیں آرام کی تلقین کی ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ موصوف کی صحت یابی اور شفاے عاجلہ کے لئے خصوصی دعا کریں۔ 'محدث' میں ان کے عالمانہ مضامین کی عدمِ اشاعت کا ظاہری سبب یہی ہے، اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے دین کی بے انتہا خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

www.KitaboSunnat.com